17 مَیں روزے سے ہُوں

(سیّد ضمیر جعفری)
(۱۹۱۶ء۔۱۹۹۹ء)

شاعر کا تعارف

اصل نام سید ضمیر حسین شاہ تھا اور ادبی دنیا میں ضمیر جعفری کے نام سے معروف ہوئے۔ وہ ضلع جہلم کے گاؤں چک عبدالخالق میں ایک معزز سادات گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقے جہلم میں حاصل کی اور اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ زمانہ طالب علمی ہی سے ان کی ادبی صلاحیتیں نمایاں ہو چکی تھیں اور وہ بزمِ ادب کی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔

سید ضمیر جعفری نے لاہور سے روزنامہ ''احسان'' کے ذریعے صحافتی و ادبی زندگی کا آغاز کیا۔ وہ چراغ حسن حسرت کے رسالے ''شیرازہ'' کے مدیر بھی رہے۔ بعدازاں فوج کے تعلقاتِ عامہ کے شعبے سے منسلک ہوئے۔ وہ اکادمی ادبیات پاکستان سے بھی وابستہ رہے۔

سید ضمیر جعفری کا شمار اردو کے ممتاز مزاح نگار شعرا میں ہوتا ہے۔ وہ لفظوں کے ایسے پیکر تراشتے ہیں کہ متعلقہ موضوع اپنی پوری معنویت کے ساتھ سامنے آجاتا ہے۔ ان کی شاعری میں شگفتگی، برجستگی اور ظرافت کے ساتھ گہرا سماجی شعور بھی موجود ہے۔ وہ اپنے عہد کی سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی کمزوریوں کو نہایت دل نشیں انداز میں بے نقاب کرتے ہیں۔ ان کے اسلوب کی نمایاں خصوصیت تہ داری ہے؛ بظاہر ہلکے پھلکے اشعار میں گہرا فکری پیغام پوشیدہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے عہد کے ارتعاشات کو مزاح کے پیرائے میں بیان کر کے قاری کو ہنسنے کے ساتھ ساتھ سوچنے پر بھی مجبور کر دیتے ہیں۔

سید ضمیر جعفری کی شان دار ادبی خدمات کے اعتراف میں حکومتِ پاکستان کی طرف سے انھیں تمغائے قائداعظم اور صدارتی تمغا برائے حسن کارکردگی سے نوازا گیا۔

سید ضمیر جعفری کے اہم شعری مجموعوں میں ''مافی الضمیر''، ''ولایتی زعفران''، ''ضمیریات''، ''شناخت پریڈ''، ''کھلیان'' اور ''ضمیر زاویے'' وغیرہ شامل ہیں جو بعدازاں ''نشاطِ تماشا'' کے نام سے کلیات کی صورت میں بھی چھپ چکے ہیں۔

نظم کا خلاصہ

اے دوست! مجھ سے گفت گو نہ کر، میں روزے سے ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری بحث و تکرار ہو جائے۔ ہر کسی سے میرے دکھ کا اظہار کرو اور اخبار میں تار دو کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ میرا روزہ لوگوں پر احسان ہے، مجھے پھولوں کا ہار ڈالا جائے۔ دفتر میں ہر فائل کے ساتھ یہ نتھی کر دیا ہے کہ کام نہیں ہو سکتا کیوں کہ میں روزے سے ہوں۔ اے میرے بیوی بچو! مجھ سے بچ کر رہنا میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ رشتہ دار نوٹ کر لیں کہ ملاقات کے لیے شام کو آ تو سکتا ہوں لیکن میں روزے سے ہوں۔ تم مجھ سے تازہ غزل کی فرمائش کرتے ہو جب کہ میں کہتا ہوں کہ میرا روزہ ہے۔

مرکزی خیال

روزے کو لوگ بوجھ سمجھتے ہیں اور اپنی ہر خامی، کمی کوتاہی کی وجہ روزہ بتاتے ہیں۔ دوستوں سے گفت گو میں بحث و تکرار بھی ہو تو وجہ روزہ بتاتے ہیں۔ روزہ رکھ کر گویا لوگوں پر احسان کرتے ہیں۔ دفتری کام کاج کی تاخیر کا سبب روزہ بتاتے ہیں۔ گھر میں لڑائی جھگڑا ہو یا رشتہ داروں سے ملاقات ہو، روزہ دار ہونے کا بہانہ کیا جاتا ہے۔

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1 مُجھ سے مت کر یار کچھ گفتار، مَیں روزے سے ہوں ہو نہ جائے، تجھ سے بھی تکرار، مَیں روزے سے ہوں

حل لغت گفتار (گفت گو) تکرار (لڑائی، بحث)

مفہوم اے دوست مجھ سے بات چیت مت کر، ایسا نہ ہو کہ ہمارے درمیان جھگڑا ہو جائے کیوں کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔

تشریح

سید ضمیر جعفری مشہور مزاحیہ شاعر ہیں۔ انھوں نے معاشرتی حقائق اور انسانی رویوں کو مزاحیہ انداز میں اپنے اشعار میں پیش کیا ہے۔ ان کی شاعری معاشرتی ناہمواریوں اور زندگی کے رویوں کو بے نقاب کرتی ہے۔ ان کی شاعری میں سادگی اور برجستگی ہے، مٹھاس اور شیرینی ہے جو اپنی ترنم خیزی سے کانوں میں رس گھولتی ہے۔

اس شعر میں انھوں نے مزاح کے پسِ پردہ ان لوگوں پر تنقید کی ہے جو روزے کو ایک بوجھ سمجھتے ہیں اور اپنی ہر خامی اور کمی و کوتاہی کی وجہ روزے کو قرار دیتے ہیں۔ روزہ ایک عظیم عبادت ہے اور انسان کو صبر و تحمل اور دوسروں کا احساس سکھاتا ہے لیکن یہی روزہ رکھ کر کچھ لوگ صبر و تحمل کا دامن چھوڑ دیتے ہیں اور دوسروں کا احساس نہیں کرتے۔ دراصل ایسے روزہ دار روزے کی اصل روح سے واقف نہیں ہوتے۔ ان کے نزدیک روزہ محض بھوکا پیاسا رہنے کا نام ہے۔ اس بھوکا پیاسا رہنے کو بھی وہ دوسروں پر احسان سمجھتے ہیں اور اتنے نازک اندام بنتے ہیں کہ بات چیت کرنے سے بھی گریزاں ہوتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی ان سے گفت گو کرے۔ یہاں تک کہ وہ دوستوں سے بھی کہتے ہیں کہ ہم سے زیادہ بات چیت مت کرو۔ ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے اور روزے میں غصہ اور چڑچڑا پن زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری گفت گو بحث و تکرار میں بدل جائے اور نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جائے۔ بقول شاعر:

؎ دور سے جلوہ دکھاؤ کہ مرا روزہ ہے تم مرے پاس نہ آؤ کہ مرا روزہ ہے (بلبل کاشمیری)

روزہ دراصل اخلاقی تربیت کا نام ہے۔ دوسروں کے مزاج کو صبر و تحمل سے برداشت کرنا، ان کی خطاؤں سے درگزر کرنا، غصے پر قابو پانا اور نرم مزاجی کا رویہ اپنانا یہی روزے کی اصل روح ہے۔ لیکن معاشرے کے زیادہ تر لوگ اس سے واقف نہیں۔

شاعر اس بات پر طنزیہ انداز میں تنقید کر رہے ہیں کہ روزہ تو انسان کو نرم مزاج بناتا ہے، مگر ہمارے معاشرے میں اس کا الٹا مطلب لیا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ روزے کو اپنی بداخلاقی کا بہانہ بنا لیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ روزہ رکھنے کے بعد انھیں ہر قسم کی رعایت حاصل ہے اور وہ کسی سے بھی روکھا بول سکتے ہیں۔ شاعر کے نزدیک یہ رویہ انتہائی غلط اور نامناسب ہے۔ روزے کا مقصد تو یہ ہے کہ انسان بھوک کی تکلیف کو محسوس کر کے دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرے اور اپنے غصے کو پی جائے۔ لیکن یہاں تو معاملہ الٹ ہے کہ روزہ دار خود کو اتنا حساس اور نازک ظاہر کرتا ہے کہ اسے بات کرنا بھی ایک بوجھ محسوس ہونے لگتا ہے۔

؎ تم نہ بے روزوں سے بلبلؔ کبھی ایسے اُلجھو گالیاں یوں ہی نہ کھاؤ کہ مرا روزہ ہے (بلبل کاشمیری)

خلاصہ یہ کہ روزے دار کو ہر حال میں اپنی زبان پر قابو رکھنا چاہیے۔ اگر کوئی اس سے بات کرے تو اسے چاہیے کہ وہ خندہ پیشانی سے پیش آئے، نہ یہ کہ اسے دھمکیاں دے کہ مجھ سے بات مت کرو ورنہ لڑائی ہو جائے گی۔ دراصل یہ ان لوگوں پر ایک ہلکی سی چوٹ ہے جو روزے کی ظاہری حالت کو تو دکھاتے ہیں مگر اس کی باطنی اور اخلاقی کیفیت کو نہیں اپناتے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی کمزوریوں کا الزام روزے پر نہ لگائے، بلکہ اپنی اصلاح کرے۔ اگر روزے کی حالت میں بھی زبان پر قابو نہیں پایا جا سکتا تو پھر روزے کی اصل روح فوت ہو جاتی ہے۔ شاعر نے سادگی سے اس معاشرتی حقیقت کو بیان کیا ہے کہ ہمیں روزے کے تقدس کو اپنے

اخلاق سے جوڑنا چاہیے نہ کہ اسے لڑائی جھگڑے کی ڈھال بنا کر پیش کرنا چاہیے۔ یہ رویہ دراصل روزے کی عظمت کو سمجھنے سے قاصر ہونے کی علامت ہے۔

شعر نمبر 2 ہر کسی سے کرب کا اظہار، میں روزے سے ہوں دو کسی اخبار کو یہ تار، میں روزے سے ہوں

حل لغت کرب (درد، دکھ) اظہار کرنا (ظاہر کرنا)، تار (خط)

مفہوم ہر کسی سے اپنے دکھ کا اظہار کرنا ظاہر کرتا ہے کہ میں روزے سے ہوں۔ بہتر ہے کہ اخبار میں خبر چھپوا دو کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔

تشریح

سید ضمیر جعفری مشہور مزاحیہ شاعر ہیں۔ انھوں نے معاشرتی حقائق اور انسانی رویوں کو مزاحیہ انداز میں اپنے اشعار میں پیش کیا ہے۔ ان کی شاعری معاشرتی ناہمواریوں اور زندگی کے رویوں کو بے نقاب کرتی ہے۔ ان کی شاعری میں سادگی اور برجستگی ہے، مٹھاس اور شیرینی ہے جو اپنی ترنم خیزی سے کانوں میں رس گھولتی ہے۔

تشریح طلب شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ میں ہر ایک سے اپنی تکلیف اور درد کہہ رہا ہوں بلکہ جتا رہا ہوں کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ گویا میری بھوک پیاس کی شدت اور کیفیت ہر ایک پر عیاں ہے۔ علاوہ ازیں اگر لوگوں کو مطلع کرنے کا کوئی دوسرا راستہ نہ ملے تو اخبار میں خط لکھ کر یہ خبر شائع کرا دو کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔

دراصل کچھ لوگ روزہ رکھ کر کوئی کام کاج نہیں کرتے بلکہ سارا دن بے زاری میں مبتلا رہتے ہیں اور ہر کسی کے سامنے اپنے دکھ درد اور تکالیف کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ بات بات پر کہتے ہیں کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ انھیں کوئی کام کہہ دیا جائے تو جواب میں روزہ دار ہونے کا بہانہ کرتے ہیں۔ اپنے روزے کی اس کثرت سے تشہیر کرتے ہیں کہ ان کا بس چلے تو وہ اخبار میں بھی خط لکھ کر یہ خبر چھپوا دیں کہ آج ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے اس لیے آج ہمیں کوئی کام نہ کہا جائے۔ شاعر نے ایسے ہی لوگوں پر طنز کیا ہے۔

روزہ اللہ کی رضا کے لیے بھوک پیاس برداشت کرنے کا نام ہے۔ ایک سچا مسلمان اللہ کی محبت میں روزہ رکھتا ہے۔ یہ اتنی عظیم عبادت ہے کہ اس کے اجر و ثواب کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔"

لیکن اس کے باوجود بعض لوگ روزہ رکھ کر ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں گویا انھوں نے دوسروں پر کوئی احسان کیا ہو۔ اپنی ہڈ حرامی، کوتاہی، ناکامی اور کام چوری کے پیچھے روزے کو جواز بناتے ہیں۔

؎ مرے بچو کہیں باغیچے میں کھیلو جا کر غل غپاڑہ نہ مچاؤ کہ مرا روزہ ہے (بلبل کاشمیری)

روزے کی حالت میں تھکے تھکے رہنا، بیمار یا تکلیف میں دکھائی دینا، غصہ کرنا اور لڑنا جھگڑنا یہ سب کام روزے کی اصل روح کو مجروح کر دیتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ روزہ ایک اہم عبادت ہے، لیکن عبادت کا اصل مقصد تو انسان کو باوقار، مخلص، صبر کرنے والا اور دوسروں کا خیال رکھنے والا بنانا ہوتا ہے۔ روزے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ انسان ہر وقت منہ لٹکا کر بیٹھے، لوگوں پر بلاوجہ غصہ کرے یا اپنی ہر بات میں روزے کا تذکرہ کر کے دوسروں کو نیچا دکھائے یا ان سے ہمدردی بٹورے۔ جو لوگ ہر وقت اپنی بھوک کا دکھڑا روتے رہتے ہیں اور اپنی معمولی تکالیف کو دوسروں کے سامنے نمایاں کر کے اسے ایک پہاڑ بنا کر پیش کرتے ہیں، وہ دراصل اپنے روزے کی اصل خوب صورتی اور اس کے روحانی فائدے کو ختم کر دیتے ہیں۔

شاعر نے انھی لوگوں کے طرزِ عمل کو بڑی خوبی، شائستگی اور ہنسی کے پیرائے میں ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ ان کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ نیکی اور عبادت کا کام خاموشی، خلوص اور صبر سے بہتر لگتا ہے، نہ کہ دکھاوے، نمائش اور شور مچانے سے۔ اس طرح کے

رویے اپنانے سے نہ صرف انسان کی اپنی شخصیت پر برا اثر پڑتا ہے بلکہ معاشرے میں بھی ایک منفی تاثر قائم ہوتا ہے کہ روزہ دار ہونا گویا کسی مصیبت میں مبتلا ہونا ہے۔ اصل روزہ تو وہ ہے جو انسان کے اخلاق، اس کے رویے اور اس کے مزاج میں بہتری اور نرمی لائے، نہ کہ اسے دوسروں کے لیے ایک بوجھ یا مصیبت بنا دے۔ سید ضمیر جعفری نے معاشرے کی اسی ناہمواری اور دکھاوے کی کیفیت کو محض دو مصرعوں میں اتنے شان دار انداز میں بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا ہنس بھی دیتا ہے اور اس اصلاحی پہلو پر غور بھی کرنے لگتا ہے۔

شعر نمبر 3 میرا روزہ اک بڑا احسان ہے لوگوں کے سر مجھ کو ڈالو موتیے کے ہار، میں روزے سے ہوں

حل لغت احسان (بڑی نیکی)، موتیا (ایک پھول کا نام)

مفہوم میں نے روزہ رکھ کر لوگوں پر ایک بڑا احسان کیا ہے، اس لیے مجھے پھولوں کے ہار پہناؤ میں روزہ دار ہوں۔

تشریح

سید ضمیر جعفری مشہور مزاحیہ شاعر ہیں۔ انھوں نے معاشرتی حقائق اور انسانی رویوں کو مزاحیہ انداز میں اپنے اشعار میں پیش کیا ہے۔ ان کی شاعری معاشرتی ناہمواریوں اور زندگی کے رویوں کو بے نقاب کرتی ہے۔ ان کی شاعری میں سادگی اور برجستگی ہے، مٹھاس اور شیرینی ہے جو اپنی ترنم خیزی سے کانوں سے رس گھولتی ہے۔

تشریح طلب شعر میں شاعر مزاحیہ انداز میں کہتے ہیں کہ میں نے روزہ رکھ کر لوگوں پر ایک بڑا احسان کیا ہے۔ روزہ رکھنا ایک مشکل امر ہے اور بہت سے لوگ روزہ نہیں رکھتے۔ اس لیے اگر میں نے روزہ رکھا ہے تو گویا دیگر تمام لوگوں پر ایک طرح سے احسان کیا ہے۔ اب اس احسان کے بدلے میں مجھے اتنی تو عزت دی جائے کہ میرے گلے میں موتیے کے پھولوں کے ہار پہنائے جائیں۔ آخر میں نے ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ لوگوں کو مجھ سے ادب واحترام سے پیش آنا چاہیے۔ مجھے کوئی کام کاج کرنے کو ہرگز نہ کہا جائے، کوئی بھاری ذمہ داری سر پر نہ ڈالی جائے، کیوں کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ مجھے غیر معمولی پروٹوکول دیں۔

شاعر نے مزاحیہ انداز میں ان لوگوں پر طنز کیا ہے جو روزہ رکھ کر دوسروں پر احسان سمجھتے ہیں اور خود کو غیر معمولی عزت کے قابل سمجھتے ہیں۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا تعلق اللہ اور بندے سے ہے۔ روزہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوش نودی کے لیے رکھا جاتا ہے، اس میں لوگوں سے داد طلب کرنا یا دکھاوا کرنا روزے کی اصل روح کو متاثر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔"

شاعر نے یہاں "موتیے کے ہار" کا استعارہ استعمال کر کے اس پورے عمل کو انتہائی مضحکہ خیز بنا دیا ہے۔ عام طور پر موتیے کے ہار کسی فاتح، کسی بہت بڑے کھلاڑی یا کسی ایسی شخصیت کو پہنائے جاتے ہیں جس نے کوئی غیر معمولی کارنامہ سرانجام دیا ہو۔ شاعر کا یہ مطالبہ کہ میرے گلے میں ہار ڈالو، دراصل اس فرضی بڑائی اور خود ساختہ وقار پر طنز ہے جس میں روزہ دار یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اس نے بھوکا رہ کر کوئی بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے، جس کا صلہ اسے دنیاوی اعزازات کی صورت میں ملنا چاہیے۔ یہ رویہ روزے کی اصل روح کے بالکل برعکس ہے، کیوں کہ روزے کا مقصد تو یہ ہے کہ انسان اپنی بھوک کو چھپائے اور اپنی تکلیف کا احساس کسی پر نہ ہونے دے، لیکن یہاں وہ ہر لحظہ اپنی بھوک اور پیاس کا ڈھنڈورا پیٹتا نظر آتا ہے۔

ے ہونٹ پڑائے ہیں اترا ہوا چہرہ دیکھو آج تم مان ہی جاؤ کہ مرا روزہ ہے (بلبل کاشمیری)

ضمیر جعفری کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے اس شعر میں کسی بھی قسم کے تلخ یا جارحانہ الفاظ استعمال کیے بغیر ایک گہری سماجی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ ان کا لب ولہجہ انتہائی شائستہ، نرم اور مزاحیہ ہے، جس کی وجہ سے یہ تنقید دل پر نہیں لگتی بلکہ قاری کو خود اپنی حالت یا اپنے اردگرد کے لوگوں کی عجیب وغریب حرکت پر ہنسی آ جاتی ہے۔ اس شعر میں شاعر ہمیں یہ احساس دلاتے ہیں کہ عبادت کا اصل مقصد اپنی اصلاح ہے، نہ کہ لوگوں پر اپنی پارسائی کا رعب جمانا۔ جب انسان اپنی عبادت کو ریاکاری کا حصہ بنا لیتا ہے تو اس کا

تقدس ختم ہو جاتا ہے۔ یہ شعر ایک ایسے شخص کی تصویر کشی کرتا ہے جو روزے کو اپنی ذات کی نمائش اور لوگوں سے ہمدردی سمیٹنے کا ذریعہ بنا کر اس کی اصل حقیقت کو مسخ کر رہا ہے۔ اس طرح یہ شعر روزے کے نام پر ہونے والی ریاکاری اور نمود و نمائش پر ایک بھرپور طنز ہے جو ہمیں اپنے روزمرہ کے رویوں پر نظر ثانی کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

شعر نمبر 4 میں نے ہر فائل کی ڈُمچی پہ یہ مصرع لکھ دیا — کام ہو سکتا نہیں سرکار! میں روزے سے ہوں

حلِ لغت ڈُمچی (چھوٹی دم)، سرکار (عالی جناب)

مفہوم میں نے ہر ایک فائل کے ساتھ یہ لکھ دیا ہے کہ کام نہیں ہو سکتا کیوں کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔

تشریح

سید ضمیر جعفری مشہور مزاحیہ شاعر ہیں۔ انھوں نے معاشرتی حقائق اور انسانی رویوں کو مزاحیہ انداز میں اپنے اشعار میں پیش کیا ہے۔ ان کی شاعری معاشرتی ناہمواریوں اور زندگی کے رویوں کو بے نقاب کرتی ہے۔ ان کی شاعری میں سادگی اور برجستگی ہے، مٹھاس اور شیرینی ہے جو اپنی ترنم خیزی سے کانوں میں رس گھولتی ہے۔

اس شعر میں صرف ایک شخص کی کاہلی کا بیان نہیں بلکہ یہ ہماری اس اجتماعی عادت کی عکاسی ہے جہاں ہم اپنے فرائض کی ادائیگی سے تو تھک جاتے ہیں لیکن بہانے تراشنے میں بے حد مستعد رہتے ہیں۔ ہم نے اپنے دفتروں، بازاروں اور گھروں میں کام کو ٹالنے کے لیے ایسے کئی ''مقدس'' بہانے ایجاد کر رکھے ہیں جو کسی کو کچھ کہنے کی گنجائش نہیں چھوڑتے۔ شاعر نے اسی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے قارئین کو یہ سوچنے پر آمادہ کیا ہے کہ کیا ہم واقعی اپنے فرائض کے تئیں مخلص ہیں یا ہم صرف حالات کا سہارا لے کر اپنی سستی کو چھپا رہے ہیں۔

تشریح طلب شعر میں شاعر رمضان کے مہینے میں دفتر میں کام کرنے والے کلرک اور دیگر ملازموں کی کام چوری کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دفتر کی ہر ایک فائل کی دمچی پر یہ تحریر بطور نوٹ لکھ دی ہے کہ آج میں نے روزہ رکھا ہوا ہے اس لیے آج میں کوئی بھی مشقت کا کام نہیں کر سکتا اور کوئی ذمہ داری پوری نہیں کر سکتا۔ گویا انسان بھوک پیاس کی شدت کی وجہ سے کام کاج کے قابل نہیں رہتا۔ شاعر نے ایسے لوگوں پر طنز کیا ہے جو روزے کا بہانہ بنا کر کام کاج سے جی چراتے ہیں۔ جب انھیں کسی کام کا کہا جاتا ہے تو وہ روزہ دار ہونے کا بہانہ کرتے ہیں۔ بقول شاعر:

ے کام ہو سکتا ہے دفتر کا کہیں روزوں میں — میز کرسی کو ہٹاؤ کہ مرا روزہ ہے (بلبل کاشمیری)

ایسے لوگوں کی وجہ سے دفتری کام رک جاتے ہیں یا ان میں بہت زیادہ تاخیر ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کی وجہ سے عوام الناس در بدر ٹھوکریں کھاتے ہیں۔

روزہ ایک عظیم عبادت ہے، یہ بندے اور خدا کے درمیان ایک تعلق ہے۔ لیکن بعض لوگ روزہ رکھ کر یہ چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ خصوصی رعایت کی جائے یا انھیں خصوصی سہولت فراہم کی جائے۔ روزہ صبر، قربانی اور ذمہ داری سکھاتا ہے لیکن بعض لوگ اسے عذر بنا کر اور زیادہ سست اور کاہل ہو جاتے ہیں۔ یا یوں کہیے کہ سست، کاہل اور کام چور لوگ روزہ رکھ کر اپنی کام چوری اور سستی کا جواز تراش لیتے ہیں۔

ے دور سے جلوہ دکھاؤ کہ مرا روزہ ہے — تم مرے پاس نہ آؤ کہ مرا روزہ ہے (بلبل کاشمیری)

درحقیقت، ضمیر جعفری نے اس شعر کے ذریعے ہماری اس اجتماعی عادت کو بے نقاب کیا ہے جہاں ہم اپنے فرائض کی ادائیگی سے تو تھک جاتے ہیں لیکن بہانے تراشنے میں بے حد مستعد رہتے ہیں۔ یہ اندازِ بیان نہ صرف قاری کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیرتا ہے بلکہ اسے اپنے طرزِ عمل پر سوچنے پر بھی مجبور کر دیتا ہے کہ کیا ہم واقعتاً اپنی ذمہ داریوں کے معاملے میں مخلص ہیں یا ہم بھی صرف کسی نہ کسی ''روزے'' کا بہانہ بنا کر اپنی ذمہ داریوں سے فرار کا راستہ تلاش کر رہے ہیں۔ یہ شعر اس تلخ حقیقت کا غماز ہے کہ

جب معاشرے میں اخلاقی اور عملی اقدار کمزور پڑ جاتی ہیں تو لوگ اپنے فرائض سے بچنے کے لیے اسی طرح کے عذر اور بہانوں کو ڈھال بنا کر اپنی انا کو تسکین پہنچاتے ہیں اور یوں ایک پورا معاشرہ کام چوری کا شکار ہو جاتا ہے۔

شعر نمبر 5

اے مری بیوی اِدھر رستے سے کچھ کترا کے چل
اے مرے بچو! ذرا ہوشیار میں روزے سے ہوں

حلِ لغت

کترا کر (بچ کر)، ہوشیار رہنا (محتاط رہنا)

مفہوم

اے میری بیوی میرے راستے سے بچ کر چل اور اے میرے بچو آج مجھ سے ہوشیار رہو، کیوں کہ آج میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔

تشریح

سید ضمیر جعفری مشہور مزاحیہ شاعر ہیں۔ انھوں نے معاشرتی حقائق اور انسانی رویوں کو مزاحیہ انداز میں اپنے اشعار میں پیش کیا ہے۔ ان کی شاعری معاشرتی ناہمواریوں اور زندگی کے رویوں کو بے نقاب کرتی ہے۔ ان کی شاعری میں سادگی اور برجستگی ہے، مٹھاس اور شیرینی ہے جو اپنی ترنم خیزی سے کانوں میں رس گھولتی ہے۔

اس شعر میں شاعر نے ایک روزے دار کی کیفیت کو انتہائی شوخی اور مزاح کے انداز میں بیان کیا ہے۔ انسان جب روزے کی حالت میں ہوتا ہے تو بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کی برداشت کم ہو جاتی ہے اور وہ معمولی سی حرکت یا شور و غل سے بھی چڑچڑا پن محسوس کرنے لگتا ہے۔ شاعر یہاں بڑی فن کاری سے ایک ایسے روزے دار کا خاکہ کھینچ رہے ہیں جو اپنی کمزوری کو چھپانے کے لیے گھر والوں پر رعب جما رہا ہے۔

تشریح طلب شعر میں شاعر مزاحیہ انداز میں کہتے ہیں کہ اے میری بیوی آج میرے راستے سے ہٹ کر چلو، کیوں کہ آج میں نے روزہ رکھا ہوا ہے اور روزے میں کہیں ایسا نہ ہو مجھے غصہ آجائے اور ہماری بحث و تکرار اور لڑائی ہو جائے۔ بیویاں عموماً چھوٹی موٹی شکایتیں کرتی رہتی ہیں۔ اس لیے شاعر پہلے ہی سے بیوی کو متنبہ کر رہے ہیں کہ آج میرے ساتھ بات چیت میں اور بحث و تکرار میں احتیاط کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ روزے کی حالت میں میرے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ جائے اور ہماری لڑائی ہو جائے۔ اگر ممکن ہو تو احتیاطاً میرے راستے کے بیچ مت آنا، بلکہ کترا کر گزر جانا۔

دوسرے مصرعے میں شاعر اپنے بچوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے میرے بچو! آج مجھ سے ذرا ہوشیار رہنا کیوں کہ آج میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ روزہ رکھ کر مجھے بات بات پر غصہ آجاتا ہے۔ اس لیے ایسا نہ ہو کہ تمھاری کسی شرارت یا شور شرابے پر میرا پارہ چڑھ جائے اور تمھاری پٹائی ہو جائے۔ اس لیے آج تم احتیاط کرنا۔ بچوں کی فطرت ہوتی ہے کہ گھر میں رہتے ہوئے کھیل کود یا شرارت کرنے اور شور شرابا کرنے سے باز نہیں آتے۔ چناں چہ شاعر پہلے ہی انھیں خبردار کر رہے ہیں۔ بقول شاعر:

مرے بچو کہیں باغیچے میں کھیلو جا کر
غل غپاڑہ نہ مچاؤ کہ مرا روزہ ہے
کوئی آواز بھی کانوں میں نہ آئے میرے
گھر میں جھاڑو نہ پھراؤ کہ مرا روزہ ہے
(بلبل کاشمیری)

روزہ اخلاقی تربیت کا نام ہے۔ صبر و تحمل اور برداشت کرنے کا نام ہے۔ لیکن معاشرے کے لوگوں کا عمومی رویہ ہے کہ روزہ رکھ کر زیادہ غصہ کرتے ہیں، زیادہ بے صبری اور زیادہ عدم برداشت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جس سے روزے کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے اور روزے کی اصل روح مجروح ہو جاتی ہے۔

اس شعر کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ شاعر نے اپنی بھوک اور کمزوری کو ایک ''بڑے کام'' کے طور پر پیش کیا ہے۔ وہ اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے کی بجائے اسے ایک ایسی حالت کے طور پر دکھا رہے ہیں جس کے سامنے سب کو سرِ تسلیم خم کر دینا چاہیے۔ یہ اندازِ بیان پڑھنے والوں کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دیتا ہے کیوں کہ ہر انسان جانتا ہے کہ روزہ صرف بھوک کا نام نہیں بلکہ صبر کا نام ہے، لیکن شاعر نے یہاں الٹ کر کے دکھایا ہے کہ روزہ رکھ کر انسان صبر کی بجائے اپنے گھر والوں پر کس طرح اپنا رعب و دبدبہ

قائم رکھ سکتا ہے۔ یوں ضمیر جعفری نے اپنی شوخ طبیعت کے مطابق ایک روزے دار کی کیفیت کو انتہائی سادہ اور پر لطف الفاظ میں پرو کر پیش کیا ہے۔

شعر نمبر 6 نوٹ کرلیں دوست رشتہ دار، میں روزے سے ہوں شام کو بہرِ زیارت آ تو سکتا ہوں مگر

حل لغت بہرِ زیارت (دیدار کے لیے، ملاقات کے لیے)

مفہوم شام کے وقت میں ملاقات کے لیے آ تو سکتا ہوں لیکن احباب یہ نوٹ کرلیں کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔

تشریح

سید ضمیر جعفری مشہور مزاحیہ شاعر ہیں۔ انھوں نے معاشرتی حقائق اور انسانی رویوں کو مزاحیہ انداز میں اپنے اشعار میں پیش کیا ہے۔ ان کی شاعری معاشرتی ناہمواریوں اور زندگی کے رویوں کو بے نقاب کرتی ہے۔ ان کی شاعری میں سادگی اور برجستگی ہے، مٹھاس اور شیرینی ہے جو اپنی ترنم خیزی سے کانوں میں رس گھولتی ہے۔

تشریح طلب شعر میں شاعر اپنے دوست احباب اور رشتہ داروں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ میں شام کے وقت ملاقات کے لیے تمھارے پاس آ تو جاؤں گا لیکن یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس لیے معمول کے مطابق ہنسی مذاق اور زیادہ بے تکلفی میں احتیاط کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ روزے کی وجہ سے میرے صبر کا دامن چھوٹ جائے اور ہمارے درمیان بحث و تکرار ہو جائے۔ دراصل شاعر پیشگی بہانہ کر رہا ہے کہ اگر ملاقات کے لیے نہ آیا تو ناراض نہ ہونا۔ طبیعت میں چڑچڑاپن آ جائے یا باتوں میں تلخی پیدا ہو جائے تو اس پر کوئی اعتراض نہ کرنا۔ بقول شاعر:

گھر کے دروازے پہ یہ لکھ دیا نوٹس میں نے گھر کی گھنٹی نہ بجاؤ کہ مرا روزہ ہے (بلبل کاشمیری)

شاعر کا لفظ ''زیارت'' استعمال کرنا بھی اس کی ظرافت اور ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ زیارت کا لفظ عام طور پر کسی بزرگ ہستی، کسی ولی اللہ یا کسی مقدس مقام کے دیدار کے لیے بولا جاتا ہے۔ جب شاعر اپنی معمولی ملاقات کو زیارت کہتے ہیں تو یہ سن کر بے ساختہ ہنسی آتی ہے۔ یہ ایک طرح سے شاعر کی اپنی انا کی تسکین بھی ہے اور دوستوں کے لیے ایک مزاحیہ طعنہ بھی کہ مجھ جیسے شخص سے ملنا کوئی عام بات نہیں بلکہ ایک زیارت ہے جس کے لیے آپ کو خاص آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس طرح وہ اپنی ذات کو اہمیت دے کر اپنی ملاقات کو ایک بہت بڑا اور اہم واقعہ بنا کر پیش کرتے ہیں جو کہ ایک مزاحیہ انداز ہے۔

شام کے وقت کا انتخاب کرنا بھی شاعر کی عیاری اور حاضر دماغی کا ثبوت ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب افطاری کا وقت بالکل قریب ہوتا ہے اور دسترخوان پر طرح طرح کے لذیذ کھانے موجود ہوتے ہیں اور ہر کوئی بھوک سے نڈھال ہوتا ہے۔ ایسی کیفیت میں کسی سے ملنے جانا اور پھر اسے یہ کہنا کہ میں روزے سے ہوں، دراصل اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ شاعر ملاقات کے ساتھ افطاری کی امید بھی دل میں چھپائے ہوئے ہے۔

قرض اٹھاؤ کہ چراؤ مگر اے اہلِ حرم بیسیوں کھانے پکاؤ کہ مرا روزہ ہے (بلبل کاشمیری)

سید ضمیر جعفری نے اس شعر میں روزے کی عظمت کو برقرار رکھتے ہوئے، ایک انسان کی معمولی کمزوریوں اور انسانی فطرت کو اتنے خوب صورت پیرائے میں بیان کیا ہے کہ نہ تو روزے کا تقدس مجروح ہوتا ہے اور نہ ہی بات سے مزاح ختم ہوتا ہے۔

دراصل لوگوں نے روزے جیسی عظیم عبادت کو صبر اور برداشت کا ذریعہ بنانے کی بجائے اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو چھپانے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ لوگ روزہ رکھ کر اپنی ہر بداخلاقی کا جواز روزے کو بناتے ہیں۔ حالاں کہ روزہ رکھنے کے بعد انھیں اپنی اخلاقی تربیت پر زور دینا چاہیے تاکہ روزے کا مقصد اور اس کی اصل روح مجروح نہ ہو۔

شعر نمبر 7 میں یہ کہتا ہوں کہ برخوردار، میں روزے سے ہوں تو یہ کہتا ہے بہ لحنِ تر ہو کوئی تازہ غزل

حلِ لغت لحنِ تر (خوب صورت آواز کے ساتھ)، تازہ غزل (نئی غزل) برخوردار (بیٹا)

مفہوم تم مجھ سے تازہ غزل سننے کی فرمائش کرتے ہو جب کہ میں کہتا ہوں کہ آج میں نے روزہ رکھا ہوا ہے اس لیے غزل نہیں سنا سکتا۔

تشریح

سید ضمیر جعفری مشہور مزاحیہ شاعر ہیں۔ انھوں نے معاشرتی حقائق اور انسانی رویوں کو مزاحیہ انداز میں اپنے اشعار میں پیش کیا ہے۔ ان کی شاعری معاشرتی ناہمواریوں اور زندگی کے رویوں کو بے نقاب کرتی ہے۔ ان کی شاعری میں سادگی اور برجستگی ہے، مٹھاس اور شیرینی ہے جو اپنی ترنم خیزی سے کانوں میں رس گھولتی ہے۔

تشریح طلب شعر میں شاعر مزاحیہ انداز میں کہتے ہیں کہ روزہ میرے لیے ایک بہانہ بن گیا ہے۔ روزے کی حالت میں بھوک پیاس کی شدت کی وجہ سے کوئی نیا کلام نہیں لکھ پاتا۔ ملاقات کے وقت عموماً شاعروں سے تازہ کلام سنانے کی فرمائش کی جاتی ہے اور اگر شاعر اپنا کلام ترنم سے یعنی گا کر سنائے تو سونے پر سہاگا ہوتا ہے۔ شاعر سے جب اس کے دوست احباب ملاقات کے وقت کوئی تازہ غزل اپنی خوب صورت آواز میں سنانے کی فرمائش کرتے ہیں تو شاعر معذرت خواہانہ انداز میں کہتا ہے میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ گویا روزے کی حالت میں بول نہیں سکتا اور کوئی تخلیقی اور ذہنی کام نہیں کرسکتا۔ اس لیے تازہ کلام نہیں سنا سکتا۔ بھوک پیاس کی شدت کی وجہ سے تخلیقی صلاحیت اور توانائی معدوم ہوگئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طبیعت کی خوش گواری اور خوش مزاجی بھی ختم ہوگئی ہے۔ ایسے میں نغمہ سرائی اور تازہ غزل کیسے ہوگی۔

؎ دل پہ کچھ اور گزرتی ہے مگر کیا کیجیے　　لفظ کچھ اور ہی اظہار کیے جاتے ہیں　(جلیل عالیؔ)

اس شعر میں شاعر نے روزے کو ایک ایسی ڈھال یا عذر کے طور پر استعمال کیا ہے جس کے بعد کسی قسم کی بحث یا ضد کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ ہمارے معاشرے میں روزہ ایک مقدس عبادت ہے اور اس کا احترام ہر کسی کے دل میں ہوتا ہے۔ شاعر نے اسی احترام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی جان چھڑانے کے لیے اسے بطور بہانہ استعمال کیا ہے۔ یہ بات دراصل اس معاشرتی حقیقت کی عکاسی کرتی ہے کہ انسان اکثر و بیشتر اپنے ذاتی کاموں، تھکن یا کسی بھی قسم کی ذہنی الجھن سے بچنے کے لیے کسی ایسی چیز کا سہارا لیتا ہے جسے کوئی دوسرا چیلنج نہ کر سکے۔ یہاں شاعر کا مقصد روزہ رکھنا یا اس کا اظہار کرنا نہیں ہے، بلکہ یہ بتانا ہے کہ جب طبیعت کسی کام سے اکتا جائے یا جب انسان کسی تخلیقی کام کے لیے یکسو نہ ہو تو وہ کس طرح بڑی صفائی سے کسی کو ٹال سکتا ہے۔

؎ ہر ایک بات کو چپ چاپ کیوں سُنا جائے　　کبھی تو حوصلہ کر کے نہیں کہا جائے　(ندا فاضلی)

اس شعر میں ایک گہرا طنز ان لوگوں پر بھی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ شاعر ایک مشین کی طرح ہے جس سے جب چاہو، جہاں چاہو اور جیسے چاہو کلام سُن لو۔ شاعر دراصل یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ شعر گوئی اور ترنم کے ساتھ کلام سنانا کوئی معمولی کام نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے ذہنی سکون، جسمانی توانائی، خوش گوار موڈ اور طبیعت کی بشاشت بہت ضروری ہے۔ روزے کی حالت میں بھوک، پیاس اور جسمانی کمزوری کے باعث انسان کا گلا خشک ہو جاتا ہے، اس کی تخلیقی قوتیں وقتی طور پر ماند پڑ جاتی ہیں اور وہ کسی بھی قسم کی ادبی سرگرمی کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں ہوتا۔ شاعر نے اپنی اسی مجبوری کو اتنے شگفتہ انداز میں بیان کیا ہے کہ قاری کے لیے اس میں بُرا ماننے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی، بلکہ وہ اس صورتِ حال پر مسکرا دیتا ہے۔

''میں روزے سے ہوں'' کے الفاظ ایک طرح کا بہانہ ہیں کہ روزے کی حالت میں بھوک پیاس کے سبب زبان خشک ہے اور دل و دماغ سب خالی ہیں۔ اس لیے غزل کہنے اور سنانے سے قاصر ہوں۔

دراصل شاعر نے ایسے لوگوں پر طنز کی ہے جو روزہ رکھ کر عام سماجی اور ادبی سرگرمیوں سے گریز کرتے ہیں اور اپنے روزے کو بطور بہانہ پیش کرتے ہیں۔

مشقی سوالات

۱ نظم کے متن کے مطابق درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

(الف) شاعر اپنے یار سے گفتار کیوں نہیں کرنا چاہتا؟

جواب: شاعر اپنے دوست سے گفتار نہیں کرنا چاہتا کیوں کہ اسے ڈر ہے کہ کہیں اس سے تکرار نہ ہو جائے۔ وہ روزے سے ہے اس لیے تکرار اور گفتار سے دور ہے۔

(ب) شاعر اخبار کو کیا تار دینے کا آرزومند ہے؟

جواب: شاعر اخبار کو تار کے ذریعے اپنے روزہ دار ہونے کی اطلاع دینا چاہتا ہے۔

(ج) شاعر روزہ رکھ کر کس پر احسان جتا رہا ہے؟

جواب: شاعر ورزہ رکھ کر سب لوگوں پر احسان جتا رہا ہے۔

(د) شاعر نے ہر فائل کی دمچی پر کیا مصرع لکھ دیا ہے؟

جواب: شاعر نے ہر فاعل کی دمچی پر یہ لکھ دیا ہے کہ آج کام نہیں ہو سکتا کیوں کہ میں روزے سے ہوں۔

(ہ) شاعر کا روزہ رکھ کر بیوی بچوں کے ساتھ کیسا معاملہ ہے؟

جواب: شاعر کا روزہ رکھ کر بیوی بچوں سے بہت سخت رویہ ہے۔ اس نے بیوی سے کہہ دیا ہے کہ ذرا کترا کے رہے اور بچوں سے ہوشیار رہنے کو کہا ہے۔

۲ نظم کے متن کے مطابق درست جواب کا انتخاب کریں:

(الف) سید ضمیر جعفری کی شاعری ہے:

(i) سنجیدہ (ii) عوامی (iii) مزاحیہ (iv) فلسفیانہ

(ب) تو یہ کہتا ہے بہ لحنِ تر ہو کوئی تازہ:

(i) قصیدہ (ii) غزل (iii) رُباعی (iv) قطعہ

(ج) شاعر یار سے بات کرتے ہوئے کس بات سے ڈرتا ہے:

(i) تکرار سے (ii) بحث سے (iii) لڑائی سے (iv) ناراضی سے

(د) شاعر اپنے روزے کے بارے میں تار دینا چاہتا ہے:

(i) سسرال کو (ii) دوستوں کو (iii) اخبار کو (iv) یار کو

(ہ) شاعر چاہتا ہے اسے ہار ڈالے جائیں:

(i) گلاب کے (ii) موتیے کے (iii) چنبیلی (iv) نوٹوں کے

(و) شاعر نے ہر فائل کی دمچی پر لکھ دیا ہے:

(i) شعر (ii) مصرع (iii) فیصلہ (iv) نوٹ

جوابات

ا	مزاحیہ	ب	غزل	ج	تکرار سے	د	اخبار کو	ہ	موتیے کے	و	مصرع

۳ درج ذیل الفاظ کو اس طرح جملوں میں استعمال کریں کہ ان کی تذکیرہ وتانیث واضح ہو جائے:

گفتار   تکرار   کرب   اخبار   تار   اظہار   ہار   فائل   ڈمچی   سرکار   زیارت

جواب:

الفاظ	تذکیروتانیث	جملے
گفتار	مؤنث	اس کی گفتار سے سچائی کی مہک آتی ہے۔
تکرار	مؤنث	دوستوں کے درمیان تکرار ہوگئی۔
کرب	مذکر	میں بچوں کی ناگہانی موت کا کرب محسوس کر سکتا ہوں۔
اخبار	مذکر	آپ نے آج کا اخبار کہاں رکھا ہے؟
تار	مذکر	لاہور سے تار آیا ہے۔
اظہار	مذکر	امی نے کبھی اپنی بیماری کا اظہار نہ کیا۔
ہار	مذکر	اس کے گلے میں موتیوں کا ہار تھا
فائل	مؤنث	سیکرٹری نے فائل میز پر رکھ دی ہے۔
ڈمچی	مؤنث	کبوتر کی ڈمچی کے پر ٹوٹ گئے۔
سرکار	مؤنث	یہاں کی سرکار تعلیم کے معاملے میں بہت سنجیدہ ہے۔
زیارت	مؤنث	ہم نے بادشاہی مسجد میں رکھے ہوئے تبرکات کی زیارت کی۔

parho

۴ نظم ''میں روزے سے ہوں'' کا مرکزی خیال تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے مرکزی خیال

۵ شاعر نے اس نظم میں طنز و مزاح کے جو پہلو اختیار کیے ہیں ان کی وضاحت کریں۔

جواب: شاعر نے طنز و مزاح کے لیے سب سے زیادہ کام صنعتِ تکرار سے لیا ہے۔ ''میں روزے سے ہوں'' کی تکرار ایک خاص آہنگ پیدا کرتی ہے۔ اس میں دکھاوے کی عادت پر طنز کیا گیا ہے۔ کچھ لوگ مذہبی عبادات میں بھی دکھاوے کے عادی ہوتے ہیں۔ شاعر نے اس نظم میں مختلف طبقات کی نمائندگی کی ہے اور ان کے دکھاوے کا انداز واضح کیا ہے۔ کوئی دوستوں کو بات کرنے سے منع کر رہا ہے اور ہر کسی سے بیزاری کا اظہار کر رہا ہے۔

کچھ لوگ دکھاوے میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ اپنے روزے کو اخباروں میں مشتہر کرنے کا کہتے ہیں۔ کوئی روزہ رکھ کر لوگوں پر احسان جتاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے گلے میں ہار ڈالیں۔ وہ اپنے بیوی بچوں سے بھی بیزار ہے اور دفتر جانے والا کام نہیں کر رہا کر کہ وہ روزے سے ہے۔

۶ اپنے دوست کے نام خط لکھ کر اسے ''روزے کے آداب'' سے روشناس کرائیں۔

جواب:

امتحانی مرکز

۹ جولائی ۲۰۲۶ء

پیارے دوست!

السلام علیکم! اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں سب خیریت ہے۔ امید ہے آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔ میں یہ خط تمھیں خاص طور پر رمضان المبارک اور روزے کے آداب یاد دلانے کے لیے لکھ رہا ہوں۔ روزہ جسمانی عبادت ہے۔ یہ صرف صبح سے

شام تک بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں بلکہ یہ ہماری روح اور کردار کو سنوارنے کی بہترین تربیت ہے۔ روزے کے ظاہری اور باطنی آداب ہیں۔ اس کا اصل مقصد تقویٰ اور دوسروں کی بھوک کا احساس حاصل کرنا ہے۔

روزے کے چند اہم آداب درج ذیل ہیں:

روزے کی کامیابی کا دارومدار نیت پر ہے۔ صبح صادق سے پہلے روزے کا پختہ ارادہ کرنا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھوک پیاس سے کوئی غرض نہیں وہ تو انسان کی نیت دیکھتا ہے۔

روزے کی حالت میں جھوٹ بولنے، غیبت کرنے اور گالی گلوچ سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔ بدزبانی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

روزے کی حالت میں زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اچھی باتوں میں مصروف رکھنا چاہیے۔

روزے کے ساتھ عبادت کا لطف بڑھ جاتا ہے۔ اس میں نماز پنج گانہ کی باقاعدگی سے پابندی کریں۔ تلاوتِ کلامِ پاک پر توجہ دیں کیوں کہ روزہ دار کی عبادات کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ یہ نیکیوں کی فصلِ بہار ہے۔

روزے کی حالت میں نیکی کی کثرت کریں غریبوں اور محتاجوں کی مدد کریں۔ روزے میں بھوک پیاس کا احساس ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم دوسروں کی مشکلات کو سمجھیں اور ہمدردی کریں۔ غصے سے پرہیز کریں اور صبر سے کام لیں۔ اگر کوئی لڑائی جھگڑا کرے تو اسے کہہ دیں کہ "میں روزے سے ہوں"۔ مجھے یقین ہے کہ تم ان آداب پر عمل کر کے اپنے روزوں کو مزید بابرکت بناؤ گے۔ مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ اپنے گھر والوں کو میرا اسلام کہنا۔

والسلام

تمھارا دوست

د۔ر۔س

۷ زیرِ مطالعہ نظم کے قوافی اور ردیف کی نشان دہی کریں۔

جواب: قوافی: گفتار، تکرار، اظہار، تار، ہار، سرکار، ہشیار، رشتہ دار، برخوردار

ردیف: میں روزے سے ہوں

۸ نظم "میں روزے سے ہوں" کو تحت اللفظ انداز میں پڑھیں اور صحتِ تلفظ کا خاص خیال رکھیں۔

جواب: عملی کام۔